TQ Lesson 211 Surah Rum 41-60 tafsir2

آیت نمبر 54۔ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ

ترجمہ۔ اللہ ہی تو ہے جس نے ضعف کی حالت میں تمہاری پیدائش کی ابتدا کی، پھر اس ضعف کے بعد تمہیں قوت بخشی، پھر اس قوت کے بعد تمہیں ضعیف اور بوڑھا کر دیا وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ اللہ تعالیٰ کا تعارف کروایا جا رہا ہے اور لوگوں کو ایک تنبیہ کی جا رہی ہے وہ اللہ جس نے کیا کیا؟ **خَلَقَكُمْ** تم کو پیدا کیا اور آپ دیکھ لیں کہ پیدائش کے اندر نمبر 1۔ عدم سے وجود میں لانا اور نبمر 2۔ کیسے بنانا؟ نئے طریقے سے بنانا اور نمبر 3۔ چیز کیا ہے تراش خراش کر اور پھر نمبر4۔ بات ہے کہ **خَلَقَكُمْ** تم کو پیدا کیا نک سک سنوار کر اچھے طریقے سے تو آپ دیکھ لیں کہ ایک **خلق** کا لفظ ہے اور کتنے معنی اس کے اندر پائے جاتے ہیں تو وہ اللہ جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے مراد اُس زمانے کے لوگ بھی آج کے زمانے کے لوگ بھی اور رہتی دنیا تک اور شروع سے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر تمام دنیا کے لوگوں کو پیدا کیا **مِنْ ضَعْفٍ** اور **ضَعْفٍ** کے معنی کیا ہیں کمزوری کے۔ کہ کمزوری سے پیدا کیا **ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ** پھر بنایا اِس **ضَعْف** کے بعد یعنی پیدا کیا تم کو کمزوری سے پھر بنایا اِس نے کمزوری کے بعد ایک اور حالت میں مبتلا کیا اور وہ حالت کیا تھی **قُوَّةً** قوت پھر ضعف کے بعد تمہیں قوت بخشی **ثُمَّ** پھر **جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ** بنایا اِس قوت کے بعد۔ کیا بنایا؟ **ضَعْفًا** کمزوری پھر تمہیں اِس قوت کے بعد ضعیف کر دیا بڑا کر دیا **وَشَيْبَةً** اور اس کے معنی ہوتے ہیں بالوں کا سفید ہو جانا، سفید ریش پھر اِس کے بعد تمہیں بوڑھا کر دیا **يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۖ** جو چاہتا ہے وہ تخلیق کرتا ہے وہ پیدا کرتا ہے جو کچھ وہ چاہتا ہے **وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ** اور وہ سب کچھ جاننے والا ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اب آپ دیکھئے کہ یہاں پہ اللہ تعالیٰ دہرا رہے ہیں تنبیہ کر رہے ہیں غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں اور کیا دعوت دی جارہی ہے کہ یہاں پر انسان کی زندگی کی تین اہم حالتوں کا ذکر کیا جارہا ہے 1۔ بچپن 2۔ جوانی 3۔ بڑھاپا تو آپ دیکھیں کہ جب **ثُمَّ** آتا ہے تو دوسری حالت شروع جاتی ہے پھر **ثُمَّ** آتا ہے تو پھر تیسری حالت شروع جاتی ہے تو پہلے ایسے ہی آغاز ہے کہ **اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ** وہ اللہ جس نے تم کو کمزوری میں پیدا کیا، تمہاری پیدائش کی جو ابتدا تھی وہ ضعف کی حالت میں کی اور آپ دیکھئے کہ بچپن کیا ہوتا ہے اور ویسے بھی آپ پچھلی سورتوں میں پہلے پڑھ چکی ہیں کہ انسان کی پیدائش کا مرحلہ کیسے ہے؟ جیسے سورت العلق **اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ () خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ** (1,2۔ سورت العلق) پڑھو (اے نبی ﷺ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔ جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی تو **عَلَقٍ** لفظ استعمال ہوا ہے اور **عَلَق** کیا ہے؟ خون کا ایک لوتھڑا، کچھ بھی نہیں انسان اور کہتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ ایسے جیسے کوئی جونک جو چمٹ جاتی ہے تو بالکل ابتدائی مراحل میں انسان ایسے ہی ہوتا ہے کہ چمٹا ہوا ہوتا ہے اس کی جو ابتدائی حالت ہوتی ہے اور اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ اتنا بڑا وجود اس سے تیار ہو سکتا ہے پھر آپ دیکھیں کہ یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ جس نطفے سے انسان کی ابتدا ہوتی ہے تو وہ نطفہ کیسا ہوتا ہے؟ **فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ () خُلِقَ مِنْ مَاءٍ دَافِقٍ () يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ** (5-7۔ سورت الطارق) پھر ذرا انسان یہی دیکھ لے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک اچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ تو آپ دیکھ لیجئے کہ یہ

ہے انسان کا وجود یہ ہے اس کی زندگی کی ابتدا اور کہتے ہیں کہ قرآن میں کم از کم 11 مرتبہ کہا گیا ہے کہ انسان کو نطفے سے تخلیق کیا گیا ہے حقیر پانی سے کبھی آپ نے سوچا اس بات پر کہ یہ نطفہ جو چھوٹا سا پانی کا قطرہ ہے یہ کیسے حقیر ہے؟ کہا کہ اتنی معمولی مقدار ہوتی ہے یہ نہیں کہ جیسے پیالے کے اندر کوئی پانی کے قطرے ہیں تو اس سے انسان پیدا ہوتا ہے نہیں پیالہ خالی کر دیا جائے اور جو پانی پیالے کے ساتھ لگا رہ جائے گا (آپ نے پیالے کو الٹا کر دیا گر گیا پانی اور جو پھر بھی اس کے ساتھ لگا رہ جاتا ہے تھوڑا سا اتنی معمولی سی مقدار سے انسان وجود میں آتا ہے اور 11 جگہ پر قرآن میں کم از کم جو کہا گیا ہے مثلاً آپ دیکھئے کہ (سورت نمبر 22الحج آیت 5۔ سورت نمبر 23)(المؤمنون آیت 13۔ سورت16) (النحل آیت 4۔ سورت 18) (الکہف آیت 37۔ سورت 35) (فاطر آیت 11۔ سورت 36) (یٰسن آیت 77۔ سورت 40) (غافر آیت67 سورت53) (النجم آیت 45/46) اسی طرح(سورت 76الدھر آیت 2۔) اور(سورت 80 عبس آیت 19۔) اس میں شامل ہیں بہرحال آپ خود بھی چاہیں تو ڈھونڈ سکتی ہیں اور پھر اس کے بعد کیا ہوتا ہے پھر وہ **سُلَالَةٍ** بن جاتا ہے **ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ**(8۔ سورت السجدہ) پھر اُس کی نسل ایک ایسے ست سے چلائی جو حقیر پانی کی طرح کا ہے۔ تو **سُلَالَةٍ** کیا ہے؟ بہترین حصہ اور پھر مخلوط نطفے سے انسان کو پیدا کیا **إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا** (2۔ سورت الانسان) ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اِس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔ اور اتنا معمولی سا نطفہ جو لگا رہ جاتا ہے جب تخلیق ہوتی ہے پھر اس کے بعد اللّٰہ تعالی کیا کرتا ہے **وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ () مِنْ نُطْفَةٍ إِذَا تُمْنَىٰ** (45,46۔ سورت النجم) اور یہ کہ اُسی نے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا۔ ایک بوند سے جب وہ ٹپکائی جاتی ہے۔ جب یہ نطفہ ٹپکایا جاتا ہے تو پھر یہ طے کیا جاتا ہے کہ نر اور مادہ کیا ہوگا؟ کبھی نر اور کبھی مادہ پیدا ہوتا ہے دو قسمیں اللّٰہ تعالی نے بنا دیں پھر تین تاریک پردوں کی حفاظت میں اس کو رکھا جاتا ہے (اور آپ یہ پاور پوائنٹ دیکھ چکی ہیں جس میں انسان کی تخلیق کے مراحل جو ہیں وہ آپ نے دیکھے ہیں تو تین پردوں کا ذکر جو ہے وہ ملتا ہے) اور یہ بھی آپ قرآن میں بھی پڑھتی ہیں کہ **خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ** (6۔ سورت الزمر) وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے یہی اللّٰہ (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا رب ہے، بادشاہی اسی کی ہے، کوئی معبود اس کے سوا نہیں ہے، پھر تم کدھر سے پھرائے جا رہے ہو؟ تو بہرحال جو اصل بات ہے اور جو غوروفکر کرنے والی بات ہے اور جس پر ہمیں تدبر کرنے کی ضرورت ہے کہ انسان بچپن میں تو ہوتا ہی ہے ضعف میں، کمزوری میں لیکن بچپن سے پہلے بھی ہماری حقیقت کیا ہے اصل بنیاد کیا ہے؟ بڑی **ضَعْفٍ** ضعیف ایک قطرہِ بے جان، بے شعور، ناپاک ،گھناؤنی چیز، حقیر ،بہت تھوڑی سی چیز پھر اس سے خون بن جاتا ہے جما ہوا پھر اس سے گوشت بنتا ہے پھر گوشت کے اندر ہڈیاں آ جاتی ہیں پھر اس سے انسان کے جسم کے اعضاء بنتے ہیں اور اعضاء کیسے؟ جیسے کہ ہر جسم کا جو عضو ہے وہ مکمل ایک مشین کی طرح ہے جیسے ایک مشین کام کرتی ہے بالکل اسی طرح ہمارے جسم کے اعضاء کام کرتے ہیں گویا کہ وجود کا ہر حصہ ایک چھوٹی سی فیکٹری بن گیا ہے اور سینکڑوں عجیب و غریب مشینیں اور پرزے لگے ہوئے ہیں گویا کہ انسان ایک عالم اصغر ہے پوری ایک چھوٹی دنیا ہے اور آپ دیکھیں کہ پھر ہماری جو تخلیق پیدائش کسی ورکشاپ میں نہیں ہوتی کسی بڑی فیکٹری میں نہیں ہوتی کسی کارخانے میں نہیں ہوتی بلکہ ماں کے پیٹ کے تین اندھیروں میں عام طور پر جب ورکشاپ میں کام کیا جاتا ہے کتنے لوگ کام کر رہے ہوتے ہیں اور کتنی روشنیاں ہوتی ہیں اور کیسے کیسے انتظامات ہوتے ہیں تین تین اندھیرے اور پھر اس اندھیر نگری میں اس کوٹھری میں 9

مہینے تک بچہ موجود رہتا ہے اور خون سے اور گندگی سے خوراک پانے کے بعد حضرت انسان وجود میں آتا ہے یہ کیا باتیں ہیں ساری **اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ** کمزوری سے انسان تیری پیدائش کی ابتدا کی اور ہم عورتوں کو تو زیادہ اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کیونکہ ہم ان سب مراحل سے گزرتے ہیں **ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً** پھر اس ضعف کے بعد اللہ تعالی نے کیا کیا کہ انسان کو قوت دی اب یہ کہ ناتوانی، کمزوری کا زمانہ ختم ہوا اور جوانی کی توانائیاں اور صلاحیتیں وجود میں آئیں انسان کی عقلی جسمانی، جو قوتیں ہیں، صلاحیتیں ہیں ان کی تکمیل ہوتی ہے اور انسان کیا کرتا ہے اب وہ بھاگتا ہے دوڑتا ہے اور خوب مضبوط اور طاقتور ہوتا ہے اس کا عقل و شعور اس کی جو قوتیں ہیں وہ جوبن پر ہوتی ہیں یہ کیا ہے؟ جوانی۔ کہتے ہیں جوانی دیوانی ہوتی ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ جو جوانی ہے بس اسی میں مزے کرو (**eat drink Merry and die**) اور کچھ لوگوں کا رویہ کہتا تھا۔ **"در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری است"** تو اب یہاں پہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ پھر اے انسان تیری ابتدا ایسی اور پھر تجھے اتنا اللہ نے عروج دیا تو اپنے جوبن پر پہنچا پھر اس کے بعد کیا ہوتا ہے کہ جوانی کے دن جو بہار کے دن ہوتے ہیں، جوانی کے دن جو بڑے خوبصورت دن ہوتے ہیں اور انسان ایسے لگتا ہے جیسے جھولے میں بیٹھا جھول رہا ہے جیسے کوئی پھول ہے اور وہ شاخوں پر لہلہا رہا ہے شاخوں پر مہک اٹھا ہے اور پورا باغ اس کی خوشبو سے معطر ہے تو جوانی میں انسان کیا ہوتا ہے ایسے جیسے کہ پھول کا شاخوں پر جھولنا تو انسان مزے کرتا ہے گھومتا ہے آتا جاتا ہے۔ توں کون؟ **میں** ہی **میں** اور ہر طرف اس کو لگتا ہے کہ بس طاقت ہی طاقت کا مظاہرہ ہے حسن ہی حسن ہے بہار ہی بہار ہے اور پھر اللہ تعالیٰ تیسری حالت کے بارے میں بتاتے ہیں **ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا** پھر اس قوت کے بعد تمہیں کمزور کر دیا اور کمزوری کیسی تھی **وَشَيْبَةً بڑھاپا،** بوڑھا بنا دیا تو آپ دیکھ لیجئے کہ اب کیا ہوا کہ اب قوت جواب دینے لگی اب جو جسم کے اعضاء تھے وہ مضمحل ہونے لگے، کمزور ہونے لگے، بیماریوں نے بسیرا کر لیا، عقل زائل ہونے لگی اور بڑھاپا جو ہے جیسے غالب نے کہا کہ

ے مضمحل ہو گئے قویٰ غالب
وہ عناصر میں اعتدال کہاں

جب بڑھاپا آگیا وہ زمانہ کہاں جو پہلے تھا اور پھر آپ دیکھیں کہ وہی جوان جو بھاگتا دوڑتا باتیں کرتا تھا اب جب بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے اور بڑھاپے کی طرف انسان بڑھتا ہے پھر کیا ہوتا ہے کہ اب کھانا کھاتا ہے تو منہ سے گرتا ہے ہاتھ کپکپاتے ہیں ٹانگوں سے صحیح طرح چل نہیں پاتا وہی جو بھاگ بھاگ کر کام کیا کرتا تھا اب اس سے کام ہوتا نہیں اب وہ تھک جاتا ہے اب لمبی لمبی سانسیں لیتا ہے وہ سستاتا ہے اب وہ سوچتا ہے وہ دن یاد کرتا ہے کہ جب میں اتنی دیر میں اتنا کام کر لیتی تھی ایسے ایسے کر لیا کرتی تھی اب مجھے کیا ہوگیا بار بار پھر کہتے ہیں کوئی طاقت کی دوا لے لیں کوئی کیلشیم لے لیں اس کی گولی لے لیں کوئی وٹامن لے لیں اور کوئی ایسا طریقہ اختیار کر لیں کہ یہ جو میرے پہ وقت آ رہا ہے کسی طرح یہ دور ہو سکے لیکن یہ جو بڑھاپا ہے اور یہ بچپن جوانی اور بڑھاپا یہ زندگی کے ایسے مدارج ہیں، یہ ایسی سیڑھیاں ہیں ہر ایک جو دنیا میں ہے تو ان کو اس پہ چڑھنا ہے کسی کو فرار نہیں ہے،کوئی تبدیلی اس میں نہیں کر سکتا وہ لاکھ کوشش کرے کہ بڑھاپے کے بعد پھر اس پہ جوانی آ جائے وہ ایسا نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ ضرور ہر انسان کو جو اس دنیا میں موجود ہیں ان مراحل میں سے گزارتا ہے اور بعض تو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بچپن بھی نصیب نہیں ہوتا تو چلے جاتے ہیں بعض کو بچپن تو ملا لیکن جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا اور دنیا کو خداحافظ کہہ دیا عین جوانی میں دنیا سے چلے جاتے ہیں تیسری سیڑھی پہ قدم ہی نہیں رکھ سکے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ کیا تم

دیکھتے نہیں ہوں **یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ** وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جسے چاہے کمزور پیدا کرے جس کو چاہے طاقتور بنائے جسے چاہے بچپن سے جوانی تک نہ پہنچنے دے اور جس کو چاہے جوانی میں موت دے دے جسے چاہے لمبی عمر دے جسے چاہے چھوٹی عمر دے جسے چاہے بیمار کرے جسے چاہے تندرست رکھے جس کو چاہے کہ شاندار جوانی کے بعد بوڑھاپے میں اس طرح ایڑیاں رگڑوائے کہ دنیا اس کو دیکھ کر عبرت کرنے لگے حتیٰ کہ بعض اوقات سگی اولاد وہ بھی کہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس کو اٹھا لے تو کیا ہے کہ انسان اپنی جگہ کتنا بھی گھمنڈ کرے، کتنے تکبر میں مبتلا ہو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں انسان تو بے بس ہے اور میرے قبضہء قدرت میں ہے، میری مٹھی کے اندر بے بس ہے میں جو حالت بھی چاہوں تجھ پر طاری کر دوں اور وہ حالت تو اپنی کسی تدبیر سے بدل نہیں سکتا ابھی رات کی بات ہے پاکستان بات ہوئی تو پتہ چلا کہ اپنے عزیزوں میں رشتہ داروں میں دو اموات ہوئی ہیں دونوں جوان موتیں ہوئی ہیں اور ایک ڈاکٹر تھا دو بیٹیاں اور ایک نے ابھی ایف ایس سی کا امتحان پاس کیا ہے اور دوسری اس سے بھی چھوٹی ہے اور بہت اچھا ڈاکٹر دنیا اس کی گواہی دیتی ہے بہت ہی نیک اچھے ہر ایک ہی مدد کرنے والے اور لوگ شہر میں جیسے اپنا کلینک بناتے ہیں انہوں نے گاؤں میں بنایا ہوا تھا کہ گاؤں کے لوگ غریب ہوتے ہیں اور کمزور اور مزدور تو ان کی خدمت کے لئے اور رات کو دو تین بجے درد ہوئی ہے دل میں اور ہمارے جیٹھ وہ بھی ڈاکٹر ہیں ان کے پاس فون آیا کیونکہ رشتہ دار تھے اور خود انہوں نے چونکہ ڈاکٹر تھے تو منہ کے اندر گولی بھی رکھی ہے ڈاکٹر گھر پہنچ گئے (بہت اچھے تھے ہر غریب ہر بیمار ہر ایک کی مدد کرنے والے بڑی عاجزی انکساری کئی دفعہ ان کو دیکھنے ملنے کا مختلف مواقع پر اتفاق بھی ہوا) اور گولی رکھی ہے منہ میں اور پھر دل کا ڈاکٹر پہنچ گیا پھر کہتے ہیں کہ کئی ڈاکٹر ان کے گھر جمع ہو گئے ان کو اسپتال لائے اور پھر ان کا علاج معالجہ ہوا تو خود اپنا علاج ساتھ ساتھ بتاتے جارہے تھے اب مجھے یہ انجیکشن لگا دو مجھے یہ کر دو مجھے یہ کر دو درد بڑی شدت کی تھی اس کے بعد سنبھل گئے ہیں پھر تین گھنٹے بعد دوسرا دل کا دورہ پڑا (دو ہوئے ہیں یا تین)ابھی وہ لوگ بہت غم کی کیفیت میں تھے جب ہماری بات ہوتی رہی رات تو پھر موت ہو گئی لوگوں کو یہ بتا ہی نہیں سکے کہ وہ بیمار ہوئے کوئی تکلیف ہوئی ہے بس موت ہی کی خبر بتائی ہوئی ہے اور کہتے ہیں ان کی موت کی خبر سن کرجب رشتہ دار اکٹھے ہونے لگے تو رشتہ داروں میں سے جیسے ایک جوان بچہ جیسے اس بچے کے وہ پھوپھا تھے اس کو بھی پتہ چلا کہ پھوپھا کی وفات پر سب جارہے ہیں تو جیسے یہ سرگودھا میں موت ہوئی تو وہ لوگ شاید اٹک تھے یا جہلم کے قریب وہ کہنے لگا کہ طبیعت کچھ اچھی نہیں لگ رہی میں رہتا ہوں تو آپ لوگ جائیں باقی لوگ سرگودھا چلے گئے اور پیچھے سے اس کی طبیعت خراب ہوئی اور اس کی بھی موت ہو گئی اور وہ اپنے چچا کے پاس رہتا تھا اور پھوپھا کا انتقال ہوا اور دو جنازے گھر سے اکھٹے اٹھے ہیں میری جو جیٹھانی ہیں ان کے بھائی کی وفات ہوئی اور ان کے پھوپھا کی وفات ہوئی پھوپھا کی وفات کی خبر سن کر جیٹھانی کا بھائی بھی فوت ہو گیا گھر سے دو جنازے اور جوان جنازے اور جو ڈاکٹر تھے وہ تو بہت ہی نیک تھے اور میں یہی سوچ رہی تھی کہتے جنازے پہ اتنی دنیا تھی کہ کوئی حساب کتاب اور شمار نہیں۔ تو جو جوان لڑکا جس کی وفات ہوئی اس کی ماں مجھے رات کو کہہ رہی تھی کہ وہاں آپ دعا کروائیں کہ اللہ تعالی ان کی مغفرت کر دے اور اتنا بڑا صدمہ تو میں اس وقت یہی سوچ رہی تھی کہ انسان کی حقیقت کہ اف بھی نہیں کر سکے ایک دفعہ سب کو لگا کہ ہاں ٹھیک ہیں پھر اگلا دل کا دورہ پڑا تو بس پھر چلے گئے۔ کسی کو کچھ بھی نہیں پتہ اتنا انسان بے بس ہے ساری زندگی جو ہےدوسروں کا علاج کرتے رہے میرے اپنے جب ایک دو آپریشن ہوئے تو اسپتال کے باہر کھڑے ہوئے تھے حالانکہ میں تو ان سے چہرے کا پردہ کرتی تھی میری جیٹھانی کی پھوپھا تھے باہر کھڑے رہتے

تھے جب تک کہ آپریشن ہو نہ جائے اور کسی کا پتہ چل گیا بخار گھر میں دوائیاں چیزیں لے کر آتے تھے جو مریض آتے تھے اپنے پاس سے ان کو دوائیاں دیتے تھے کہتے ہیں پتہ نہیں کہاں سے گاؤں کے لوگ اکٹھے ہوئے اور سب ان کے حق میں گواہیاں دے رہے تھے۔ کل بھی ہم جنازے کی بات کر رہے تھے تو ہماری جیسے ان کی بیوی سے بات ہوئی جو ڈاکٹر فوت ہوئے بڑے والدین موجود ہیں اور جو جوان لڑکا جس کی شادی نہیں ہوئی اس کے والدین بھی موجود ہیں اور بہن بھائی بھی تو آپ سوچیں کہ ایک گھر سے ایک وقت میں دو جنازے اٹھے ہیں تو یہ ہے انسان کے ایک کی خبر سنی اور دوسرا اس صدمے کو برداشت نہ کر سکا تو نیک لوگ جو ہوتے ہیں وہ ایسے ہوتے ہیں اور ابھی وہ بچہ تھا لڑکا تھا تو میں نے کہا اللہ تعالی نے اس پر کیسی مہربانی کی کہ نیک کو جو موت دی (اور وہ بھی ہو سکتا ہے بہت نیک ہو) لیکن یہ کہ اس ڈاکٹر کے جنازے میں جو اتنی دنیا جمع ہوئی وہ بچارا بہرحال اتنا مشہور تو نہیں تھا بچہ تھا گمنام سا تو اب اتنے لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے لئے دعائے مغفرت کی تو میں اس کی ماں کو یہی کہہ کے تسلی دے رہی تھی کہ آپ کا بیٹا تو کتنا خوش قسمت تھا کتنا نیک تھا کہ اللہ نے اس کے لئے اتنا اچھا انتظام کیا کہ اتنی دنیا ویسے ایسے شاید نہ جمع ہوتی جیسے وہ ڈاکٹر کا سن کر کہاں کہاں سے لوگ آئے۔ تو ایک ضعف ہے اور ایک قوت کا زمانہ ہے اور کسی کو یہ قوت ملتی بھی نہیں اور تیسرا ضعف بھی نہیں ملتا اور جیسے چاہے اللہ جس کے ساتھ چاہے کرے **وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ** وہ سب کچھ جاننے والا اور ہر بات پر قدرت رکھنے والا ہے وہ جو چاہے کرے، جیسے چاہے کرے، تو پھر میرے اور آپ کے لئے یہاں پر پھر عمل کا کیا اصول نکلتا ہے کہ زندگی کے مراحل ہمارے بے بسی کے ہیں، اضطراری ہیں، مجبوری کے ہیں اور دوسری بات یہ پتہ چلتی ہے کہ یہ اللہ کی مشیئت ہے کہ وہ جس کے ساتھ چاہے وہ جیسے کرے ہم سب جب اللہ کے قبضہء قدرت میں ہیں تو پھر ہم اللہ کے ہو کیوں نہیں جاتے پھر ہم اللہ کی بندگی کیوں نہیں کرتے پھر ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی کیوں نہیں ہو جاتے پھر ہم سب اچھے مسلمان کیوں نہیں بن جاتے تو یہ اس ساری بات کا مقصد کیا ہے کہ انسان جب تیری ایسی حقیقت ہے تو پھر تو حسنِ عمل سے اپنے آپ کو سنوارتا کیوں نہیں ہے تو اللہ کی مرضی ہے علیم ہے وہ کہ کس کو جوانی میں لے کے جانا ہے، کس کو بڑھاپے میں لے کے جانا ہے کس کو کمزور بنانا ہے، کس کو قوی بنانا ہے، کس کو ذہین بنانا ہے، کس کو کند ذہن بنانا ہے، کس کو کتنا دینا ہے اور **الْقَدِيرُ** نپاتلاہے اندازے سے ہے اور قدرت رکھنے والا ہے جیسا چاہے کرے قادر ہے وہ زبردست ہے کوئی اس کو منع نہیں کرسکتا اچھا آپ دیکھیں یہ زبردست تنبیہ دینے کے بعد اللہ رب العزت پھر پیغام کیا دیتے ہیں

آیت نمبر 55۔ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ
ترجمہ۔ اور جب وہ ساعت برپا ہو گی تو مجرم قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں ٹھیرے ہیں، اِسی طرح وہ دنیا کی زندگی میں دھوکا کھایا کرتے تھے

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اور جب قیامت برپا ہوگی اور جب قیامت جس کے آنے کی خبر دی جا رہی ہے جب وہ کھڑی ہو جائے گی اس کا مطلب کیا ہے کہ آج لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی **السَّاعَةُ** سے مراد کیا ہے قیامت کی گھڑی **يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ** مجرمین قسمیں کھائیں گے مجرمین کی جمع ہے **مُجْرِمُونَ** تو جب وہ گھڑی آ جائے گی تو مجرم کیا کریں گے؟ وہ قسمیں کھانا شروع کر دیں گے کیونکہ دنیا میں وہ قیامت کے آنے کو **بعید** سمجھتے تھے، وہ ناممکن سمجھتے تھے، وہ مانتے ہی نہیں تھے کہ قیامت آئے گی بھی اور اب جب وہ قیامت کی گھڑی کو دیکھیں گے تو اس کو دیکھنے کے بعد

وہ قسمیں کھانا شروع کر دیں گے کیا کہیں گے؟ **مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ** کہ ہم ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہیں ٹھہرے مرنے کے وقت سے قیامت کی اس گھڑی تک ان دونوں ساعتوں کے درمیان چاہے دس بیس ہزار سال ہی کیوں نہ گزر جائیں لیکن ان کو یوں محسوس ہوگا کہ چند گھنٹے پہلے ہم سوئے تھے اور اب اچانک ایک حادثے نے ہمیں جگا کھڑا کیا ہے، اٹھا کھڑا کیا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ جو کہیں گے **مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ** اس سے مراد ہے دنیا کی زندگی کہ پوری دنیا کی زندگی ان کو ایسے لگے گی، سارا زمانہ ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد قبر کی زندگی ہے پوری قبر کی زندگی خواہ کئی ہزار سال ہے ان کو ایسے لگے گا کہ یہ بہت ہی مختصر ہے اور ہمیں کس نے اٹھا کھڑا کیا جیسے سورت یاسین میں بھی یہ مضمون آپ پڑھ چکی ہیں کہ جب صور پھونکا جائے گا اور لوگ قبروں سے نکلیں گے تو اس وقت لوگ کہیں گے **قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا ۜ ۗ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ (**52- سورت یٰسین) کہیں گے ہائے ہائے ہمیں ہماری خوابگاہوں سے کس نے اٹھا دیا پھر ان کو بتایا جائے گا کہ یہ ہے جس کا وعدہ رحمان نے کیا تھا اور رسولوں کی بات سچ سچ تھی اور رسولوں نے سچ کہا تھا تو اب بھی وہ کہیں گے **مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ** کہ ہم تو ایک گھڑی بھر سے بھی زیادہ نہیں ٹھہرے، ان کو ایک حادثہ لگے گا کہ ابھی تو لیٹے تھے یہ کس نے اٹھا دیا **كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ** اسی طرح وہ دنیا کی زندگی میں دھوکہ کھایا کرتے تھے کیا مطلب ہے اب آپ دیکھیں **يُؤْفَكُونَ** افک سے ہے کسی چیز کو الٹ دینا جیسے جگ کو الٹا کر دیا جائے تو کیسے ہوگا عام طور پر پیندا نیچے ہوتا ہے جگ کا منہ اوپر ہوتا ہے لیکن منہ اس کا نیچے کر دیا جائے پیندا اوپر کر دیا جائے تو الٹ دیا اپنے گھر کی چھت ہے اس کو اگر نیچے رکھ دیا جائے کیسے لگتا ہے الٹی چیز لگتی ہے نا اب یہی بات **كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ** کہ اسی طرح وہ دنیا کی زندگی میں الٹے جاتے تھے مراد کیا ہے دنیا کی زندگی میں دھوکا کھایا کرتے تھے۔ کیسے دھوکا کھاتے تھے؟ غلط اندازے لگاتے تھے ان کا غلط اندازہ کیا تھا کہ مرنا کوئی نہیں ہے مریں گے تو پھر دوبارہ زندہ نہیں ہونا اور ان کا غلط اندازہ کیا تھا کہ دنیا ہی کو انہوں نے سب کچھ سمجھ لیا تھا اور ان کا غلط اندازہ کیا تھا کہ وہ اپنے نفس کی اور خواہشات کی پوجا کرتے تھے وہ اپنے آباؤ اجداد کی جو رسمیں تھی ان کو لے کے چلتے تھے تو وہ کیا کرتے رہے بس وہ بھٹکتے رہے وہ پھرتے رہے وہ انکار کرتے رہے حقائق کا صحیح اندازہ کرنے کی انہیں کبھی توفیق ہی نہ ہوئی اور قیامت کے دن انہیں اپنا سارا ماضی ایسے محسوس ہوگا کہ پلک چھپکتے ہی وہ گزر گیا اتنے طویل مرحلے جن پہ انہوں نے کبھی غور ہی نہیں کیا تھا**كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ** اور **كَذَٰلِكَ** کا لفظ یہ بتا رہا ہے کہ بڑے حقائق ہیں جن کو انہوں نے جھٹلایا ہے بہت سی حقیقتیں تھیں ان کا اپنا وجود کائنات انبیاء انبیاء کا کردار کتابیں لیکن ہر ایک کو الٹا معنی پہناتے رہے

آیت نمبر 56- وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ ۖ فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ مگر جو علم اور ایمان سے بہرہ مند کیے گئے تھے وہ کہیں گے کہ خدا کے نوشتے میں تو تم روزِ حشر تک پڑے رہے ہو، سو یہ وہی روزِ حشر ہے، لیکن تم جانتے نہ تھے

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ اور کہا ان لوگوں نے جنہیں علم دیا گیا تھا اور ایمان، وہ لوگ جو علم اور ایمان سے بہرہ مند تھے **وَالْإِيمَانَ** ایمان لانے والے کیونکہ علم تو بہت سے لوگوں کے پاس ہوتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ ایمان بھی ہو تو علم والے اور ایمان لانے والے جو لوگ تھے اور ان کے پاس کس چیز کا علم تھا؟ اللہ کی آیات کا علم ،اللہ اور آخرت پر ایمان اب وہ لوگ جب ان کو دیکھیں گے تو وہ

کیا کہیں گے (اہلِ علم اور اہلِ ایمان ان سے کہیں گے)یہ دوسرا گروہ ہے یہ افک میں مبتلا نہیں تھے یہ حقائق کو پا گئے یہ حقیقت شناس تھے اب وہ اِن کو ٹوکیں گے اور کہیں گے۔ **لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ** کہ تم تو ٹھہرے ہو، تمہارا ٹھہرنا تھا **فِي كِتَابِ اللَّهِ** اللہ کی کتاب میں **إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ** جی اُٹھنے کے دن تک اللہ کی کتاب کی رو سے تم تو قیامت تک رہے ہو اور آج قیامت کا دن ہے جو تمہارے سامنے ہے لیکن تم اس بات کو جانتے نہیں **كِتَابِ اللَّهِ** سے مراد کیا ہے وہ دفتر جس میں ساری باتیں لکھی ہوئی ہیں تو اہلِ ایمان، اہلِ علم ان سے کہیں گے کہ تم جو بات کہہ رہے ہو تم جو بدحواس ہو گئے ہو تم جو پریشان ہو تمہارا یہ جو رویہ ہے یہ بہت غلط ہے تو اللہ کا جو علم ہے جو لوح محفوظ ہے یہ اس کا فیصلہ ہے اور اس فیصلے کی رو سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ تم لوگ جو ہو یوم پیدائش سے لے کر قیامت کے دن تک رہے ہو **لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ** اب آپ دیکھیں **هَٰذَا** زور دینے کے لئے ہے **فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ** پھر وہ کہیں گے کہ یہ ہے وہ اٹھنے کا دن یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ یہ ہے اٹھنے کا دن **وَلَٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ** لیکن تم لوگ اسے جانتے نہیں تھے لیکن افسوس کہ تم نے نہ اس کا علم حاصل کیا اور نہ ہی اس کی تیاری کی تو **وَلَٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ** کے معنی ہیں کہ تم لوگوں نے اس کو ایک خیالی چیز سمجھا، تم نے اس کو ایک وہم سمجھا اس کو کوئی اہمیت ہی نہ دی اور وہ لوگ جن کے پاس ایمان اور علم تھا انہوں نے کیا کیا انہوں نے اپنی زندگی کو ایک حقیقت سمجھا اس کی قدر و قیمت کو پہچانا اور آخرت کے نصب العین کے تحت اپنی زندگی گزاری وہ لوگ کیسے تھے وہ ظاہر کے لئے جینے والے نہیں تھے ظواہر سے محبت کرنے والے نہیں تھے وہ ظواہر کے پیچھے دیکھنے والے تھے وہ ظاہر کی بجائے باطن کو دیکھنے والے تھے وہ دنیا کے لئے نہیں جیتے تھے دنیا سے اٹھ کر اوپر ہو کر ان کی نگاہیں دور دیکھ رہی تھیں دور تک اور وہ کیا تھا وہ آخرت کی تیاری کرنے والے تھے تو جو اللہ کی رضا کے لئے دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں ان کو نہ کوئی بدحواسی ہوتی ہے نہ کوئی پریشانی ہوتی ہے نہ ان پر کوئی **بوکھلاہٹ** طاری ہوتی ہے اور نہ ہی ان کے عمل برے ہوتے ہیں تو اب کیا ہے کیونکہ وہ جھٹلاتے نہیں ہیں تو بڑے پرسکون ہوتے ہیں تو اب اہل ایمان ان کو جواب دے رہے ہیں **وَلَٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ**

آیت نمبر 57۔ فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ

ترجمہ۔ پس وہ دن ہو گا جس میں ظالموں کو ان کی معذرت کوئی نفع نہ دے گی اور نہ ان سے معافی مانگنے کے لئے کہا جائے گا

پس اُس دن نہیں نفع دے گا پس اُس دن فائدہ نہیں دے گی **الَّذِينَ** ان لوگوں کو **ظَلَمُوا** جنہوں نے ظلم کیا تو دنیا میں جن لوگوں نے ظلم کیا اور ظلم سے مراد کیا ہے؟ شرک کیا حقوق اللہ حقوق العباد ادا نہ کیے دنیا میں اللہ کے قانون اور اللہ کی مرضی کے مطابق جنہوں نے زندگی بسر نہ کی تو اب جو ہے **لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْذِرَتُهُمْ** اُن کی معذرتیں اُن کے عذر، بہانے تو اُس وقت جب وہ پریشان ہوں گے اور عذر اور بہانے تراشنا چاہیں گے آج اُن کے عذر اور بہانے کوئی بھی فائدہ نہیں دیں گے اب آپ دیکھیں کہ کہتے ہیں جب محشر کا میدان ہوگا اور اُس وقت لوگ کیا کریں گے کہ اُس دن مجرم قسمیں کھائیں گے اور مجرموں کے بارے میں آتا ہے قرآن میں ایک اور جگہ **وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ** (23سورت الانعام) وہ قسم کھا کر کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے تو کبھی شرک کیا ہی نہیں تھا۔ اللہ سامنے ہے اور وہ کیا ہیں اللہ کی عدالت میں اُن کو یہ آزادی حاصل ہے جو چاہے بیان دیں جھوٹا دیں یا سچا کیونکہ اللہ رب العزت کو ذاتی طور پر پورا علم ہے اور عدالتی تحقیقات کے بغیر ہی اللہ تعالیٰ فیصلہ کر سکتا ہے کہ انہوں نے

کیا کیا ہے تو اب ان کو بولنے دیا جائے گا جب وہ جھوٹ بولنا شروع کریں گے تو پھر اُس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی پھر ان کے ہاتھ پاؤں ان کی کھالیں بولنے لگیں گی تو اب سب کو خاموش کروا دیا جائے گا یعنی ساری زندگی انسان منہ سے جو چاہے باتیں کرتا ہے ہاتھ پاؤں کھالیں تو نہیں بولتیں اُس وقت منہ کو مہر لگا کر کے اب کھال کو کہا جائے گا تم بولو ،ہاتھوں کو کہا جائے گا تم بولو۔ **الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (**65۔ سورت یٰسن**)** آج ہم اِن کے منہ بند کیے دیتے ہیں، اِن کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے رہے ہیں ہاتھ بولیں گے کہیں آتا ہے **جلود** ان کی کھالیں بولیں گی تو یہ ہے بات کہ وہ معذرت تو کریں گے بہانے تو کریں گے کہ یہ وجہ تھی اصل میں ہمارے ماں باپ نے ہماری تربیت نہیں کی اصل میں ہمارے دوست اچھے نہیں تھے اصل میں ہمیں پتہ ہی نہ چلا وقت ہی نہ ملا ہم سوچ ہی نہ سکے بس دولت اتنی تھی دنیا ایسی ہمیں اچھی لگی کہ ہم اس میں رہ گئے یا یہ کہ ہمیں کسی نے کتاب پڑھائی نہیں تھی ترجمے سے سکھائی نہیں تھی مختلف بہانے جو جو انسان کر سکتا ہے ٹیسٹ کی تیاری نہ کریں تو ہم کیا کہتے ہیں کلاس میں نہ آئیں تو ہم کیا کہتے ہیں۔ دو لوگ ہیں اور بات ہو رہی ہے ایک کو غصہ آیا ہے پھر دوسرے کو بھی غصہ آ جاتا ہے ایک نے پتھر مارا دوسرا اینٹ مارتا ہے ایک بات کر رہا ہے دوسرا گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے بعد میں اکیلے آپ بیٹھیں اور اپنا محاسبہ کریں کہ جب ایسا ہوا تھا تو میں اس وقت کیوں بولی۔ جیسے کل میں بیٹھ کر غور کر رہی تھی کہ جیسے وہ بات تھی کہ ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہمارے گھر کے اندر **مؤدت** اور **رحمت** کیوں نہیں ہے ہمارے گھر مؤدت اور رحمت کا ذریعہ کیوں نہیں ہے تو اس کا ایک سبب مجھے یہ بھی لگ رہا تھا کہ جب دوسرے کو غصہ آیا ہو تو جو پاس والا شخص ہے وہ جواب دینا شروع کر دے وہ بولنا شروع کر دے اور غصہ اونچا ہو جاتا ہے اور بعض اوقات کیا ہوتا ہے کہ دوسرا بندہ پہلے سے زیادہ زیادتی کر جاتا ہے اور پھر ہم کیا کرتے ہیں پھر ہم ان زیادتیوں کا دوسروں پر وزن ڈالنا چاہتے ہیں مثلاً جیسے اس سوموار کو کلاس تھی اور ایک بہن کو یہ تو پتہ چلا کہ پورے ہفتے کی چھٹی ہے لیکن ان کو یہ نہیں پتہ چلا کہ سوموار کو کلاس ہے تو کہہ رہی ہیں مجھے کسی نے نہیں بتایا۔ تو میں خود بھی تو پوچھ سکتی ہوں کہ پھر اب دوبارہ کلاس کب ہے اور ہو سکتا ہے کسی نے بتایا اور میں اتنے سرور میں ہوں کہ پورے ہفتے کی چھٹی ہے تو میں نے سوموار کی بات سنی نا ہو یہ بھی تو ہو سکتا ہے گھر میں آپ بات کر رہے ہوتے ہیں دو لوگ ہوتے ہیں اور ایک بات ہم سن لیتے ہیں دوسری بات ہمیں نہیں سنائی دیتی بعض اوقات سماعت میں کمی ہوتی ہے بعض اوقات خبر پوری طرح نہیں ملتی اور پھر ہم کسی بھی کام کو نہ کرنے کے بہت سی باتیں کرتے ہیں مثلاً کل کی کلاس میں میں نے آپ سے پوچھا کہ جو تین چارمشکل الفاظ ہیں آپ مجھے بتائیں کسی نے ایک لکھا آن لائن کہ یہ لفظ ہے اور ہم اس کو پرسوں کر چکے تھے اس کا تو میں نے جواب نہیں دیا تو میں نے اس سے کہا ہم نے چونکہ کل کر لیا تھا اس لئے اس کا جواب نہیں دیا تو اس نے کہا اچھا میں موجود ہی نہیں تھی تو ہم کیا کرتے ہیں کبھی مجھے سمجھ آئی نہیں تھی، کبھی میں مجبور تھی تو دنیا میں کسی کام کے نہ ہونے پر ہم مختلف باتیں کرتے ہیں۔ میں بھی اس میں شامل ہوں آپ بھی اس میں شامل ہیں کچھ اس پر پریشان ہیں کہ زیادہ بڑے ہو گئے تھے تو والدہ نے شادی کی کچھ اس پر پریشان ہیں کہ چھوٹی عمر میں والدہ نے شادی کر دی کوئی چھوٹی عمر پر روتا ہے کوئی بڑی عمر پر روتا ہے جس کے پاس بچے نہیں ہیں وہ اس پر روتا ہے کوئی جس کے پاس بچے ہیں وہ ان پر روتا ہے تو عذر بہانے بہت سے ہیں لیکن قیامت کے دن یہ عذر کوئی فائدہ نہیں دیں گے جنھوں نے ظلم کیا ہوگا ظلم کیا دراصل بدعملی ،بے عملی، شرک، حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا نہ کرنا **وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ** اور نہ ان سے معافی مانگنے کے لئے کہا جائے گا اور نہ ان سے توبہ طلب کی جائے گی اور نہ ان سے یہ مطالبہ کیا جائے

گا کہ وہ اپنے پروردگار کو راضی کر لیں تو **يُسْتَعْتَبُونَ کا**اگر آپ ترجمہ پڑھیں تو اس طرح مختلف قرآن میں مختلف ترجمے کئے گئے ہیں اور نہ ان کو کوئی منانا چاہے اس طرح کا ترجمہ کیا ہے **يُسْتَعْتَبُونَ (ع ت ب)** برا بھلا کہنا اب آپ دیکھیں **يُسْتَعْتَبُونَ** کہ برا بھلا جو ہے وہ مانگا جائے یہاں پر مضارع مجہول ہیں تو اب شروع میں **"لَا"** گیا اور عتاب غصہ ناراضگی وغیرہ تو اب اس سے غصہ ناراضگی نہیں مانگی جائے گی اسے سے مراد کیا ہے کہ اب ان سے معافی مانگنے کے لئے نہیں کہا جائے گا اب کسی کے پاس اگر دیکھیں۔ **يُسْتَعْتَبُونَ** کیا ہے؟ عتاب مانگنا ان سے عتاب منگوایا جائے جب لا آ جائے تو عتاب نہ مانگنا جب عتاب نہیں مانگ رہے تو آپ راضی کر رہے کسی کو آپ کسی پر جب ناراض نہیں ہو رہے تو پھر کیا کر رہے ہیں (ی، س، ت) آ گیا ہے اور مضارع مجہول تو کیا ہے کہ اس سے اُلٹ معنی پھر پیدا ہو گئے اس کے معنی ہیں کہ ان سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ اب تم اپنے رب کو راضی کر لو اب ایمان لے آؤ اب عمل صالح کر لو اب جلدی سے نماز پڑھ لو اب جلدی سے اپنا امتحان کا پیپر حل کر لو اب نہیں ہو سکتا کیونکہ امتحان کا وقت ختم ہو کر اب فیصلے کی گھڑی ہے اب تو فیصلہ سنانے کا دن ہے اب کچھ نہیں ہو سکتا **وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ** اب ان سے یہ نہیں کہا جائے گا کہ تم اپنے رب کو راضی ہی کر لو یہ بڑی خوبصورت بات ہے کہ قیامت کے دن دنیا میں کیے ہوئے اعمال کے بدلے کا دن ہوگا عذر اور معذرت کا دن نہیں ہوگا۔ دنیا میں ہے کہ کوئی توبہ کر لے استغفار کر لے اور ایک گناہ ہو گیا ہے تو رب کو راضی کرنے کے لئے کچھ صدقہ کرے۔ جیسے کسی سے غلطی ہو گئی گناہ ہو گیا تو حدیث کا مفہوم ہے کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھ سے تو بڑا سخت گناہ ہو گیا ہے اس کی زبان نہیں کھلتی تھی آپ نے نہیں پوچھا تُو نے کیا گناہ کیا ہے تو آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ تُو نے ابھی نماز نہیں پڑھی اس نے کہا کہ تو آپ ﷺ نے کہا کہ نماز جو ہے وہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ تو کیا ہے کہ کوئی بھی کمی بیشی ہے تو دنیا میں انسان اچھے عمل کر کے حسن عمل کر کے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرتا ہے یا رب کو راضی کرنے کی فکر کرتا ہے لیکن ظالموں کو یہ بات کوئی بھی نہیں کہے گا کہ اب تم معافی مانگ لو۔ مثلاً والد ہیں بچے سے ناراض ہیں آپ پیچھے سے اشارے سے کہتی ہیں تم معافی مانگ لو اشارے سے کہتی ہیں بچہ معافی مانگتا ہے والد اسی وقت خوش ہو جاتے ہیں تو کیا ہے کہ غلطی کا عذر پیش کیا باپ راضی ہو گیا لیکن اب وہاں پہ نہ عذر کا وقت ہے اور نہ ہی توبہ کا وقت ہے اور نہ ہی کسی عمل کےکرنے کا وقت ہے اور نہ ہی عملوں کے کفارے کا وقت ہے یہ سارا کچھ موت تک تھا موت کے بعد کی زندگی میں کچھ بھی نہیں ہے

آیت نمبر 58۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِآيَةٍ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ

ترجمہ۔ ہم نے اِس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح سے سمجھایا ہے تم خواہ کوئی نشانی لے آؤ، جن لوگوں نے ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ یہی کہیں گے کہ تم باطل پر ہو

ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح سے سمجھایا ہے اور آپ دیکھ لیں آپ کو پتہ ہی ہے کہ ضرب المثل اس کا مطلب کیا ہے کہ کوئی چیز ضرب المثل بن جائے یا مثال سے کسی کو سمجھایا جائے تو ضرب المثل کہتے ہیں اصل میں واعظ اور حکمت کی بات کو مثال سے بیان کرنا لیکن یہاں پہ یہ اپنے وسیع مفہوم میں استعمال ہوا ہے کہ جو واعظ اور حکمت کی بات بیان کی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح سے سمجھایا، مختلف طریقے اختیار کیے، انبیاء کے واقعات، انسان کے اپنے وجود پر غور و فکر کی دعوت، پھر اس کے بعد معجزات پھر کائنات سے

دلائل ایک بات تھوڑی تھی بے شمار دلائل پیش کیے تاکہ لوگ سمجھ جائیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ **فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ** سے مراد یہ ہے کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے طرح طرح سے سمجھایا اور آپ دیکھ لیں کہ اب تک آپ کتنی آیاتِ قدرت پڑھ چکی ہیں کتنی اللہ کی قدرت کی نشانیاں پڑھ چکی ہیں تو ایک دفعہ نہیں بہت دفعہ اللہ تعالیٰ نے حجت کو پورا کرنے کے لئے بہت سے دلائل دیئے ہیں اور اہلِ مکہ کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ کوئی حسی معجزہ دکھائیں تو پھر ایمان لائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے مثال کے ذریعے ان کو یہ بات بتائی کہ معجزے دیکھ کر بھی نہ ماننے والے جو تھے وہ نہ مانیں تو مسئلہ معجزات کا نہیں ہے۔ **وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ** میں جب اس آیت کو پڑھ رہی تھی مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے بڑے ہی دکھ کے ساتھ بڑی تکلیف کے ساتھ بڑے افسوس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اے انسان اتنی مثالیں، اتنے دلائل، اتنی میری نشانیاں، اتنے پیار سے تجھے میں نے طرح طرح سے سمجھایا اور پھر بھی تو نہ مانا۔ تو مجھے اور آپ کو اس بات پر اس آیت پر سوچنا چاہئے اور فکر کرنی چاہئے کہ جب اللہ نے اتنی نشانیاں دیں پھر میں کیوں نہ مانی **وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِآيَةٍ** اور اگر تو لے آئے کوئی نشانی آپ کو پتہ ہے نا کہ **جاء** کے ساتھ جب " **ب** " آئے تو لانا کے معنی ہو جاتے ہیں ویسے تو آنا لیکن لانا کے معنی ہو جاتے ہیں تو تم خواہ کوئی **آيَةٍ** یعنی کوئی نشانی لے کر آجاؤ کوئی معجزہ جس کا یہ مطالبہ کرتے ہیں تم وہ لے کر آجاؤ **لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا** تو ضرور با ضرور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا،**إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ** کہ وہ یہی کہیں گے کہ تم جو ہو **مُبْطِلُونَ** میں سے ہو مبطل کی جمع ہے **مُبْطِلُونَ** اور اس کے معنی ہوتے ہیں کہ تم باطل پر ہو تم حق پر نہیں ہو بلکہ یہ کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو تو یہ ان کی جرأت ہے یہ ان کا عمل ہے یہ ان کا رویہ ہے کہ کسی طرح بھی حق بات کو قبول کرنے کے لئے یہ لوگ تیار ہی نہیں ہیں تو اب یہاں پر رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے اور آپ کو کہا جارہا ہے کہ آپ کچھ بھی ان کے سامنے پیش کر دیں کتنا بڑا ہی معجزہ کیوں نہ ہو یہ کفر کرنے والے یہی کہیں گے کہ یہ تو جھوٹ ہے **إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ** جیسے محمد ﷺ کو ان کی قوم کے لوگوں نے کیا کہا تھا کہ یہ جادو ہے

آیت نمبر 59۔ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
ترجمہ۔ اِس طرح ٹھپہ لگا دیتا ہے اللہ اُن لوگوں کے دلوں پر جو بے علم ہیں

كَذَٰلِكَ اسی طرح آپ دیکھیں **كَذَٰلِكَ** نے پوری کہانی کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے بات کو بڑے مختصر انداز میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ پس اسی طرح **يَطْبَعُ اللَّهُ** سیل کر دیتا ہے اللہ ٹھپہ لگا دیتا ہے اللہ کہاں ٹھپہ لگاتا ہے؟ **عَلَىٰ قُلُوبِ** دلوں کے اوپر **الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ** کہ پھر اس کے بعد وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے یہ بڑی ہی سخت آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ناراضگی کا انداز اختیار کیا ہے اور کیا بات کہی ہے کہ وہ لوگ جو حق بات قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے ضدی ہوتے ہیں ہٹ دھرم ہوتے ہیں اور بہانے کرتے ہیں رسول کے پاس جو بینات ہیں ان کا انکار کرتے ہیں اور تضحیک ہے مذاق ہے جھوٹ ہے ہٹ دھرمی ہے پھر اللہ تعالیٰ بھی ان سے ضرور انتقام لیتا ہے اور سیل کرنا کا کیا مطلب ہوتا ہے جیسے آپ دیکھیں کہ آپ خط کسی کو لکھتی ہیں یا کسی کو میل بھجتیں ہیں اس کے بعد باقاعدہ موم کے ذریعے اس کو بند کر دیا جائے جو سیل کر دیا جاتا ہے پھر کیا ہوتا ہے اندر کی چیز باہر نہیں آسکتی باہر کی چیز اندر نہیں آسکتی ٹھپہ لگا دیا آپ نے اب کیا ہوا **يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ** قلب کی جمع قلوب وہ جو دل جو کہ دھڑکتا ہے دل جس میں خون گردش کرتا ہے اور آپ دیکھیں کہ ہمارے پورے جسم میں خون جو رواں دواں ہوتا ہے دل میں آتا ہے آ کر صاف ہوتا ہے اور دوبارہ پھر جاتا ہے اب دل حرکت نہیں کر رہا اب دل کیا ہے؟

جامد ہو گیا بند ہے اب اس کے اندر نہ ایمان داخل ہو سکتا ہے اور نہ ہی اندر سے کفر نکل نہیں سکتا جو نفاق ہے بس وہ اندر ہی رہے گا اب نفاق اور کفر میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی کیونکہ اللّٰہ تعالی نے ان کی قوتِ استعداد ،ان کی قوتِ سماعت ، ان کی جو بھی نیکی کی بصیرت کی تفکر کی تدبر کی جو قوتیں ہیں وہ ساری قوتیں اللّٰہ تعالی نے چھین لی ہیں اللّٰہ تعالی نے مہر لگا دی ہے کیوں **الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ** ایسے ہی نہیں اللّٰہ نے مہر لگا دی بلکہ ان کے علم نہ رکھنے کی وجہ سے ایمان نہ لانے کی وجہ سے

آیت نمبر 60۔ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ

ترجمہ۔ پس (اے نبی ﷺ)صبر کرو، یقیناً اللّٰہ کا وعدہ سچا ہے، اور ہرگز ہلکا نہ پائیں تم کو وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے

فَاصْبِرْ پس صبر کیجئے رسول اللّٰہ ﷺ کو صبر کی تلقین کی جا رہی ہے اہلِ مکہ مکی دور آپ فلسطین کی حالات دیکھیں کہ اب تک مرنے والےمسلمانوں کی تعداد تقریباً ہزار کے قریب پہنچ چکی ہے اور اس میں زیادہ تر چھوٹے بچے شامل ہیں کل کی خبر میں جو پتہ چلا کہ ایک اسکول پر جو بمباری کی گئی ہے تو ماں باپ چھوٹے چھوٹے بچوں کو اٹھائے ہوئے ہیں اور رو رہے ہیں تو آپ اس بات پر غور تو کریں کہ اب یہاں پر مکی دور ہے اور صحابہ ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے ہیں مارا جا رہا ہے پیٹا جا رہا ہے ستایا جا رہا ہے آپ وہ **شعب ابی طالب** کو یاد کر لیں کہ بچے بھوک سے بلک بلک کر روتے تھے بڑے بھی روتے تھے اور وہاں کے لوگ مجبور ہو گئے تھے اس بات پر کہ پتے کھائیں اور میں سوچ رہی تھی کہ فلسطین میں بھی کہ مصر نے اپنی سرحد کو بند کیا ہوا ہے ہر طرف سے جو سرحدیں ہیں وہ بند ہیں کسی ملک سے کوئی ان کو مدد نہیں پہنچ سکتی اور اوپر سے بمباری ہے خون کی ہولی ہے اور کیسے سخت حالات ہیں۔ ہم اللّٰہ کو کیا جواب دیں گے تو اس وقت جو درد دل میں اٹھتا ہے اور جو ٹیسیں اٹھتی ہیں تو آپ سوچیں کہ اسی طرح کے اور اس سے بھی بڑھ کر سخت حالات ہوں گے جو مکی دور میں تھے اور رسول اللّٰہ ﷺ کو پھر بھی صبر کی تلقین کی جا رہی ہے تو صبر کیا ہے؟ صبر کوئی دوا نہیں ہے جس کو ہم لے لیں یہ کوئی کیپسول نہیں ہے جس کو پانی سے کھا لیں صبر تو زندگی ہے۔ صبر تو پھولوں کا کانٹوں میں مسکرانا ہے۔ صبر تو شمع کا رات کی تاریکی میں آنسو بہانا ہے جو جلتی رہتی ہے رو رو کر یہ نہیں کرتی کہ آنسو بہائے اور پھر جلنا چھوڑ دے وہ اپنا مقصد پورا کرتی رہتی ہے۔ رسول اللّٰہ ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے تمام صحابہ کو کہ کفار کی مکاریاں، سازشیں، مذاق، ان کی کاروائیاں، ان کا ظلم و ستم، ان کے منافقانہ رویے ہیں، ان کی دھمکیاں ان کے کسی رویے سے آپ کے پائے لغزش میں آپ کا جو پائے ثبات اس میں لغزش نہ آئے اس میں کمی نہ ہو جائے **فَاصْبِرْ** ؕ صبر کیجیے حکمیہ صیغہ ہے **إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ** یقینا اللّٰہ کا وعدہ ہی سچا ہے اور کیوں کہا جا رہا ہے کہ یقینا اللّٰہ کا وعدہ سچا ہے کیونکہ رسول اللّٰہ ﷺ ایسی آیات سناتے تھے کہ قیامت آئے گی پھر جنت ہوگی اسلام غالب آئے گا مسلمان جو اس وقت بڑی تنگی کے حالات میں ہیں اگر یہ مسلمان اور آپ اپنے موقف پر جمے رہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی آپ کو نصرت اور فلاح ملے گی تو جب ایسی آیتیں نازل ہوتی تھیں تو کافر اور مذاق اڑاتے تھے کہ لو جی اب تو قیصر و کسریٰ کی فتح کی باتیں ہونے لگیں باہر تو نکل نہیں سکتے فلاں کام تو کر نہیں سکتے تو اللّٰہ تعالیٰ رسول اللّٰہ ﷺ سے کہہ رہے ہیں **إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ** بے شک اللّٰہ کا وعدہ سچ ہے پھر کیا کہا **وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ** اور ہرگز آپ کو ہلکا نہ کر دیں **يَسْتَخِفَّنَّكَ** اس کے کیا معنی ہیں اصل میں **(خ ف ف)** کے معنی ہوتے ہیں خفیف ہلکا لیکن جب **(ا،س، ت)** شروع میں لگ گیا تو اس کے معنی

ہیں کہ استخفاف کرنا ،کسی کو ہلکا پھلکا اور معمولی سمجھ کر باتوں میں اڑا دینا، کسی کو بالکل ہی بے وزن کر دینا، کسی کو بہت حقیر بنا دینا اب یہاں پہ یہ کہا جا رہا ہے کہ اے محمد ﷺ ایسا نہ ہو کہ لوگ آپ کو ہلکا پائیں، آپ کو دین پر عمل کرنے کے بارے میں کمزور پائیں یا دین پر عمل کرنے کے بارے میں ثابت قدم نہ پائیں تو جس چیز پر آپ ﷺ **ایمان** لائیں ہیں اور جو مشن ہے آپ ﷺ کا اس مشن کے لئے آپ صبر و ثبات کا پہاڑ بن جائیے اور ایسا پہاڑ جو کسی قیمت پر اپنی جگہ سے ہلایا نہ جا سکے آپ اپنے موقف میں ایسا نہ ہو کہ ڈھیلے ہو جائیں اپنی دعوت، اپنی تبلیغ، اپنا مقصد اس پہ آپ جمے رہیے۔ پیچھے آپ نے بار بار یہ بات پڑھی کہ آپ اپنے مشن پر اپنے چہرے کو جما دیجئے آپ اپنے مشن پر اپنے آپ کو استوار رکھیےمضبوطی سے قائم رہیے تو یہاں پہ دوبارہ وہی بات ہے انداز تھوڑا سا مختلف ہے **وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ** اور جب آپ صبر کریں گے تو ہرگز آپ کو بے وزن اور حقیر نہیں کر پائیں گے وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے۔ **لَا يُوقِنُونَ** جو ایمان نہیں لائے تو وہ یقین کیا کریں گے تو یہ جو سبق ہےہمارا اس سے ہمیں عمل کے لئے کیا باتیں پتہ چلتی ہیں کہ ہم اپنے آپ کو اللہ کے قریب کر لیں اور جو اللہ کی نشانیاں ہیں ان نشانیوں کو دیکھنے کے بعد ہم اپنے عملوں میں بہترین رویے اختیار کریں آپ دیکھئے مثلاً آیت نمبر 23 میں تھا کہ رات اور دن میں سونا اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تو اس سلسلے میں میں کہہ رہی تھی کہ جیسے بعض لوگوں کو نیند ہی نہیں آتی اللہ تو کہہ رہا ہے کہ میری نشانیوں میں سے ہے تو پھر کیا کرنا چاہئے تو جو شخص نیند نہ آنے کی وجہ سے پریشان ہو تو اس کو یہ دعا پڑھ کے سو جانا چاہئے اس کو ایک دفعہ یا تین دفعہ طاق تعداد میں آپ ایک دفعہ بھی پڑھ سکتے جتنی مر تبہ بھی پڑھیں تو آزمائی ہوئی ہے یہ بات کہ آپ اس کو پڑھیں گی تو انشاءاللہ نیند آ جائے گی اور بڑی خوبصورت دعا ہے اور آپ اس کو لکھ بھی لیں اور یاد کر لیں **اللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُومُ**،اے اللہ ستارے چھپ گئے **وَهَدَأَتِ الْعُيُونُ،** اور آنکھیں جھلملا گئیں **وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ،** اور تو ہے زندہ اور قائم رہنے والا **لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ** تجھ کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند **أَهْدِئْ لَيْلِي** آرام دے میری رات کو **وَأَنِمْ عَيْنِي** اور سلا دے میری آنکھ کو۔ تو نیند آنے کی یہ دعا آپ یاد کر لیں اور آپ اوروں کو بھی بتا سکتے ہیں بعض لوگ آپ کے سامنے اپنی بے خوابی کا، تکلیف کا بتاتے ہیں تو آپ پڑھتی چلی جائیں اور آپ دیکھیں گے کہ آپ نیند کی وادی میں اس کی آغوش میں آپ چلی گئیں آپ سو جائیں گے میں ایک دفعہ پھر پڑھ دیتی ہوں **دعاء= "اللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُومُ، وَهَدَأَتِ الْعُيُونُ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ، أَهْدِئْ لَيْلِي، وَأَنِمْ عَيْنِي.** اس دعا میں اگر آپ دیکھیں تو آخر میں صرف یہ بات ہے کہ آرام دے میری رات کو اور سلا دے میری آنکھ کو تو شروع میں کیا ہے شروع میں دراصل اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اللہ کی حمد اور تعریف بیان کی جا رہی ہے سب سے پہلے **اللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُومُ،** اب سارے ستارے تو چھپ گئے ہیں **وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ،** اور آنکھیں کیا ہیں کہ وہ جھلملا گئی ہیں **وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّومٌ**،اور تو اتنا طاقت والا یہ اللہ کی تعریف ہے اور کہتے ہیں کہ **یا حی یا قیوم یا حنان یا منان یا عزیز یا جبار یا اللہ** اللہ کا نام لے کر جب دعائیں مانگی جاتی ہیں تو وہ قبولیت کا درجہ پاتی ہیں تو جب بھی دعائیں مانگی جائیں تو درمیان میں اللہ کے نام لئے جائیں تو یہاں پہ بھی دو دفعہ آپ یہ بات کہتی ہیں اور بہرحال کہ یہ تو تیری صفت ہے کہ نہ تجھے نیند آتی ہے اور نہ اونگھ آتی ہے تو مجھے تُو نیند دے دے۔

اچھا اس کے علاوہ اپنے جیسے گھر والے ہیں بچے ہیں شوہر ہیں ان کے لئے بھی ہمیں دعا کرنی چاہئے ایک عمل کا اصول یہ ہے **اللَّهُمَّ أَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِنَا، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا** یہ بھی دعا کرنی چاہئے پھر اس کے بعد ایک بات جو آپ نے بار بار پڑھی اور وہ بات کیا تھی؟ کہ لوگ اللہ کی ملاقات کی تیاری نہیں کرتے اور اللہ کی ملاقات کی تیاری کا ان کو شوق نہیں ہے تو ہمیں رسول اللہ ﷺ سے یہ دعا بھی ملتی ہے کہ آپ دعا مانگا کرتے تھے اور دعا میں کیا کہتے تھے کہ اے اللہ میں تیرے فیصلے کے بعد

رضا کا سوال کرتا ہوں کہ تُو میری زندگی میں جو فیصلے کر دے تُو مجھے ان پر راضی کر دے لمبی سے دعا ہے اور میں آپ کو اس کا تھوڑا سا حصہ بتا رہی ہوں **اللَّهمَّ إنِّي أسألُكَ الرِّضاءَ بالقضاءِ** کہ جو تُو میرے لئے فیصلے کر دے میں اس پر تیری رضا چاہتا ہوں کہ تُو مجھے بھی اس پر راضی کر دے اور کیا ہے **وَ أسألُكَ بردَ العيشِ بعدَ الموتِ** اور یہ دعا مجھے بڑی اچھی لگتی ہے و **أسألُكَ لذَّةَ النَّظرِ إلى وجْهِكَ والشَّوقَ إلى لقائِكَ** کہ اے اللّٰہ اپنی ذات کو دیکھنے کی مجھے لذت عطا کر(ڈر لگتا ہے نااللّٰہ سے ملاقات ہوگی تو پھر کیا ہوگا محاسبہ حساب کتاب اور ہمارا حقیر سا وجود) تو یہ دعا مانگنا **وَأسألُكَ لذَّةَ النَّظرِ إلى وجْهِكَ** اور دوسرا کیا **والشَّوقَ إلى لقائِكَ** اور اپنی ملاقات کا شوق دے یہ ہمیں اپنی دعاؤں میں شامل کرنا چاہئے کہ اے اللّٰہ اپنی ذاتِ کریم کو دیکھنے کی مجھے لذت عطا کر اور اپنی ملاقات کا مجھے شوق عطا کر اور اور بھی بہت سے دعائیں ہیں جو مجھے اور آپ کو اپنی دعاؤں میں شامل کرنی چاہئے اور مانگنی چاہئے تو بہرحال پوری سورت الروم مجھے اور آپ کو کیا پیغام دیتی ہے ایمان عمل صالح اور اس کے بعد ثابت قدمی **فَأَقِمْ، فَاصْبِرْ** اور جیسے سورت النور آپ نے پڑھی تو آپ نے بہت سے فیصلے کیے ہوں گے لیکن ادھر سے کسی نے جملہ مارا ادھر سے کسی نے نشتر چھوڑا ادھر سے کسی نے مذاق کیا تو آپ نے کہا ہاں سوچا تو تھا کہ میں بھی جلباب اوڑھ لوں گی لیکن بڑا مشکل ہے آپ اپنے موقف سے ہٹ گئیں ایسا بھی ہوتا ہے آپ عمل کر رہے ہوتے ہیں اور آپ چھوڑ دیتے ہیں اور اچھا میں رشتہ داروں کو منا لوں صلح رحمی لیکن یہ کہ پھر اپنے موقف سے ہٹ گئے۔ **فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ** (30- سورت الروم) (پس (اے نبی ﷺ ، اور نبی ﷺ کے پیروؤں) یک سُو ہو کر اپنا رُخ اِس دین کی سمت میں جما دو)۔ اس پر میں قائم نہ رہ سکی تو اپنے موقف پر قائم رہنا یہ ہے میری اور آپ کے زندگی کا حاصل دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے لیکن نیکی کرنا نیکی پر قائم رہنا اور اللّٰہ تعالیٰ سے مجھے اور آپ کو یہ دعا مانگتے رہنا چاہئے بڑی کثرت کے ساتھ کہ اے اللّٰہ میری پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر تو مجھے صراط مستقیم کی طرف لے کر چل اور جیسے کبھی حالات کا نشیب و فراز یا مدو جزر ہمیں ہلانے لگتے ہیں پائے ثبات میں لغزش آنے لگتی ہے لیکن کیا ہو کہ میرے پائے ثبات میں لغزش نہ آئے موقع کی مناسبت سے جو میرا عمل ہونا چاہئے بس میں اس پر قائم رہوں۔ **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ** اللّٰہ تعالی مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا کرے آمین۔